بسم اللہ الرحمن الرحیم

چوری کی چیز خرید لی تو اب کیا حکم ہے؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ زید نے چند دن قبل راہ چلتے کسی شخص سے موٹر سائیکل کے لئے ہیلمٹ خریدا تھا، بیچنے والے نے اسے بتایا تھا کہ وہ چوری کر کے لایا ہے، اس کے باوجود زید نے خرید لیا، کیونکہ وہ ہیلمٹ زیادہ مالیت کا تھا، تو سستا ملنے کی وجہ سے لے لیا، لیکن اب زید نادم ہے کہ چوری کی چیز خرید لایا ہوں، اب وہ اس کا کیا کرے، کیا وہ استعمال کر سکتا ہے یا اس کا کوئی اور مصرف ہوگا؟

جواب

چوری کرنا، ناجائز و حرام اور کبیرہ گناہ ہے، اس کے متعلق احادیث میں بہت وعیدیں آئی ہیں اور اگر کسی شخص کے بارے میں معلوم ہو جائے کہ اس نے چوری کی ہے، تو حسبِ استطاعت اسے حکمِ شرع سے آگاہ کرتے ہوئے توبہ کے ساتھ وہ مال مالک کو واپس دینے کی ترغیب دے، اور اگر کسی طرح منع نہ کر سکے، تو کم از کم دل میں ضرور برا جانے، لیکن اس کے بجائے جان بوجھ کر وہ چیز خرید لینا سخت ناجائز و گناہ ہے، حدیث پاک میں ایسے شخص کو چور کے عیب اور گناہ میں برابر کا شریک ٹھہرایا گیا ہے۔

بہر حال پوچھی گئی صورت کے مطابق زید وہ ہیلمٹ اگرچہ خرید چکا ہے، لیکن پھر بھی اسے استعمال کرنا، جائز نہیں ہے کیونکہ یہ بیع (خرید و فروخت) باطل ہونے کی وجہ سے زید ہیلمٹ کا مالک نہیں ہوا، بلکہ وہ اصل مالک کی ملکیت پر باقی ہے، اب زید کے لئے حکم یہ ہے کہ سچے دل سے اپنے عمل سے توبہ کرے اور اصل مالک کا علم ہونے کی صورت میں ہیلمٹ اسے واپس کرے، اور اگر مالک نہیں ہے، تو پھر اس کے ورثاء کو دیدے اور ورثاء کا بھی علم نہ ہو، تو مالک کی طرف سے شرعی فقراء کو دیدے اور چوری کا ہیلمٹ بیچنے والا شخص جب کبھی ملے، تو اس سے ہیلمٹ کی ادا کردہ قیمت واپس لے لے۔ بالترتیب مالک / ورثاء یا **شرعی فقراء کو دینے سے پہلے یا بعد میں جب بھی ہیلمٹ بیچنے والا وہ شخص ملے، تو زید اس سے ہیلمٹ کی ادا کردہ قیمت واپس لے سکتا ہے۔**

قیمت واپس لینے کی وجہ یہ ہے کہ چوری کرنے والا شخص غاصب کے حکم میں ہوتا ہے، اور غاصب نے مغصوبہ چیز کسی کو بیچ دی، تو خریدنے والا غاصب الغاصب کہلاتا ہے۔ اب مالک چاہے تو غاصب سے تاوان وصول کرے اور چاہے تو غاصب الغاصب سے۔ اگر غاصب سے وصول کیا، تو یہ بیع نافذ ہو جائے گی اور مغصوبہ چیز کے ثمن کا حقدار غاصب کہلائے گا اور اگر مشتری سے وصول کرے، تو مشتری مغصوبہ چیز کی ادا کردہ قیمت بائع سے واپس لے سکتا ہے۔ یہاں مالک / ورثاء یا شرعی فقراء کو دینے کے بعد رجوع کرنا تو واضح ہے کہ جب مالک کی طرف سے صدقہ کر دیا، تو گویا اس چیز کو (حکمی طور پر) مالک تک پہنچا دیا، اب بلاشبہ چور سے اپنی رقم وصول کر سکتا

ہے اور صدقہ کرنے سے قبل بھی رجوع کرنے میں ممانعت کی کوئی وجہ نہیں ہے، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ کوئی چیز اور اس کا بدل دونوں بیک وقت ایک شخص کی ملکیت میں جمع نہیں ہو سکتے، تو یہاں ایسا بھی نہیں ہے، کیونکہ یہ بیع منعقد نہ ہونے کی وجہ سے چیز مشتری کی ملکیت میں داخل ہی نہیں ہوئی، لہذا بدل اور مبدل بیک وقت ایک شخص کی ملکیت میں جمع ہونا قرار نہیں پائیں گے۔

چوری کرنے والے کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لا یسرق السارق حین یسرق وھو مؤمن" ترجمہ: چور چوری کرتے وقت مومن نہیں رہتا (یعنی ایمان کی حلاوت سے محروم ہو جاتا ہے)۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان نقصان الایمان، جلد 1، صفحہ 55، مطبوعہ کراچی)

برائی کرنے والے کو حسبِ استطاعت منع کیا جائے گا، ورنہ دل میں ضرور برا جانیں گے۔ چنانچہ سنن ابی داؤد میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "من رای منکرا فاستطاع ان یغیرہ بیدہ فلیغیرہ بیدہ، فان لم یستطع فبلسانہ، فان لم یستطع فبقلبہ، وذلک اضعف الایمان" ترجمہ: جب تم میں سے کوئی برائی دیکھے، **تو حسب استطاعت اسکو اپنے ہاتھ سے روکے، اگر اس کی استطاعت نہیں تو زبان سے روکے اور اگر اسکی بھی استطاعت نہیں، تو دل میں ضرور برا جانے اور یہ ایمان کا ادنی درجہ ہے۔** (سنن ابی داؤد، تفریع ابواب الجمعۃ، باب الخطبۃ یوم العید، جلد 1، صفحہ 169، مطبوعہ کراچی)

چوری کا مال خریدنے والا چور کے گناہ میں برابر کا شریک ہے۔ چنانچہ شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: "من اشتری سرقۃ وھو یعلم انھا سرقۃ فقد اشترك في عارھا واثمھا" ترجمہ: جس نے جانتے ہوئے چوری کی چیز خریدی تو وہ بھی اس کی شرمندگی اور گناہ میں برابر کا شریک ہے۔ (شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 351، مطبوعہ ریاض)

چوری کی چیز کا حقدار اصل مالک ہی ہے، اسے واپس ملے گی اور مشتری بائع سے ثمن واپس لے گا۔ چنانچہ مسند احمد بن حنبل، شرح معانی الآثار، معجم کبیر للطبرانی اور سنن ابن ماجہ میں حضرت سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی، فرماتے ہیں: واللفظ للاول: "اذا ضاع للرجل متاع اوسرق لہ متاع، فوجدہ فی ید رجل بعینہ، فھو احق بہ **ویرجع المشتری علی البائع بالثمن**" ترجمہ: جب کسی شخص کا سامان ضائع یا چوری ہو گیا، پھر اس نے وہی مال کسی شخص کے ہاتھ میں دیکھا، تو وہی (یعنی مالک ہی) اس مال کا زیادہ حق دار ہے **اور مشتری بائع پر ثمن کے ساتھ رجوع کرے گا۔** (مسند احمد بن حنبل، جلد 33، صفحہ 322، مطبوعہ بیروت)

فتاوی تاتارخانیہ میں ہے: "واذا ملک السارق المسروق من رجل ببیع او ھبۃ او ما اشبہ ذلک و کان ذلک قبل القطع او بعدہ فتملیکہ باطل ویرد المسروق علی المسروق منہ **ویرجع المشتری علی السارق بالثمن الذی دفع الیہ**" ترجمہ: جب چور نے مسروقہ چیز کا کسی کو بیع اور ہبہ وغیرہ کے ذریعہ مالک بنا دیا اور یہ معاملہ ہاتھ کاٹنے سے پہلے ہو یا بعد، بہر صورت یہ تملیک باطل ہے اور مسروقہ چیز اصل مالک کو واپس کی جائے گی **اور مشتری نے چور کو جو ثمن دیا تھا وہ اس سے واپس لے گا۔** (فتاوی تاتارخانیہ، کتاب السرقۃ، جلد 5، صفحہ 137، مطبوعہ کراچی)

چوری کی چیز مالک کو، وہ نہ ہو، تو ورثاء کو دی جائے گی، ورنہ فقراء کو، بہر حال ذاتی استعمال حرام ہے۔ چنانچہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: "چوری کا مال دانستہ خریدنا حرام ہے، بلکہ اگر معلوم نہ ہو مظنون ہو، جب بھی حرام ہے۔ مثلاً: کوئی جاہل شخص، اس کے مورثین بھی جاہل تھے، کوئی علمی کتاب بیچنے کو لائے اور اپنی ملک بتائے، اس کے خریدنے کی اجازت نہیں اور اگر نہ معلوم ہے، نہ کوئی واضح قرینہ، تو خریداری جائز ہے۔ پھر اگر ثابت ہو جائے کہ یہ چوری کا مال ہے، تو اس کا استعمال حرام ہے، بلکہ مالک کو دیا جائے اور وہ نہ ہو، تو اس کے وارثوں کو اور ان کا بھی پتہ نہ چل سکے، تو فقراء کو۔" (فتاوی رضویہ، ج 17، ص 165، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

جو مال چوری سے حاصل کیا ہو، اس کا حکم غصب والا ہے۔ چنانچہ فتاوی رضویہ میں ہے: "جو مال رشوت یا تغنی یا چوری سے حاصل کیا اس پر فرض ہے کہ جس جس سے لیا اُن پر واپس کر دے، وہ نہ رہے ہوں اُن کے ورثہ کو دے، پتا نہ چلے تو فقیروں پر تصدق کرے، خرید و فروخت کسی کام میں اُس مال کا لگانا حرام قطعی ہے، بغیر صورت مذکورہ کے کوئی طریقہ اس کے وبال سے سبکدوشی کا نہیں، ۔ ۔ ۔ وذلک لان الحرمۃ فی الرشوۃ وامثالھا لعدم الملک اصلا فھو عندہ کالمغصوب فیجب الرد علی المالک او ورثتہ ما امکن۔ الخ (ترجمہ): یہ اس لئے کہ رشوت اور اس جیسے مال میں ملکیت بالکل نہ ہونے کی وجہ سے حرمت ہے لہٰذا وہ مال رشوت لینے والے کے پاس غصب شدہ مال کی طرح ہے لہٰذا ضروری ہے کہ جس حد تک ممکن ہو وہ مال اس کے مالک یا اس کے ورثاء کو لوٹا دیا جائے پس ایسا کرنا واجب ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد 23، صفحہ 551، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

غاصب سے چیز خریدنے والا بھی غاصب کے حکم میں ہوتا ہے۔ چنانچہ مبسوط سرخسی میں ہے: "ان المشتري من الغاصب غاصب کالاول" ترجمہ: غاصب سے مغصوبہ چیز خریدنے والا بھی پہلے والے کی طرح غاصب کے حکم میں ہے۔" (مبسوط سرخسی، جلد 13، صفحہ 150، مطبوعہ بیروت)

غاصب نے مغصوبہ چیز بیچ ڈالی، تو تاوان کے متعلق فتاوی عالمگیری میں ہے: "لو باعہ الغاصب وسلمہ فالمالك بالخیار ان شاء ضمن الغاصب و جاز بیعہ، والثمن لہ وإن ضمن المشتري رجع علی الغاصب وبطل البیع" ترجمہ: اگر غاصب نے مغصوبہ چیز بیچ دی اور مشتری کے حوالے کر دی، تو مالک کو اختیار ہے کہ چاہے تو غاصب سے ضمان لے، غاصب سے ضمان لے گا، تو بیع درست ہو جائے گی اور ثمن کا حقدار وہی کہلائے گا اور اگر چاہے تو مشتری سے ضمان لے، اس صورت میں بیع باطل ہو جائے گی اور وہ غاصب سے ثمن واپس لے گا۔" (فتاوی عالمگیری، جلد 5، صفحہ 147، مطبوعہ بیروت)

مالک نہ ملے، تو چیز کو مالک کی طرف سے صدقہ کرنا گویا اسے مالک تک پہنچانا ہے۔ جیسا کہ ڈھول باجے اور نوحے کی کمائی کے متعلق فتاوی عالمگیری میں ہے: "عن محمد رحمہ اللہ تعالی في امراۃ نائحۃ و صاحب طبل او مزمار اکتسب مالا، ۔۔ فکان الاخذ معصیۃ والسبیل في المعاصي ردھا و ذلك ھاھنا برد الماخوذ ان تمکن من ردہ بان عرف صاحبہ و بالتصدق بہ ان لم یعرفہ لیصل الیہ نفع مالہ ان کان لا یصل إلیہ عین مالہ" ترجمہ: امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا کہ نوحہ کرنے والی عورت، ڈھول یا

مزامیر بجانے والے کی کمائی کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: (ان کاموں کے بدلے جو حاصل ہوا) یہ لینا گناہ ہے، اور اس کے ازالے کی صورت واپس کرنا ہے، یوں کہ اگر دینے والے کو جانتا ہے تو عین کو واپس کر کے، اور اگر نہیں جانتا اور عین مالک تک نہیں پہنچا سکتا، تو صدقہ کر کے تاکہ اس مال کا نفع مالک تک پہنچ جائے۔" (فتاوی عالمگیری، جلد5، صفحہ349، مطبوعہ بیروت)

ایک شخص کی ملک میں بدل و مبدل جمع نہیں ہو سکتے۔ دررالحکام میں ہے: "لا یجمع البدل والمبدل في ملك شخص واحد" ترجمہ: بدل اور مبدل ایک شخص کی ملک میں جمع نہیں کیا جائے گا۔" (دررالحکام، کتاب الغصب، جلد2، صفحہ267، مطبوعہ بیروت)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مولانا محمد علی عطاری مدنی

فتوی نمبر: Pin-6771

تاریخ اجراء: 02ذوالحجۃ الحرام1442ھ/13جولائی2021ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net